دینی مسائل میں اختلاف
فقھی مسائل میں اختلاف کی حدود، اسباب اور حکمتوں کی تفصیل

مولانا محمد زبیر حق نواز
دارالافتاء دارالعلوم کراچی

عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دین کے اتنے سارے مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟ حالانکہ جب اللہ، رسول، قرآن سب ایک ہیں۔تو مسائل وعقائد میں اختلاف نہیں ہونا چاہیئے تھا، دین میں اتنا سارا اختلاف بظاہر یقیناً پریشان کن ہے۔تاہم اس مسئلہ کیلئے آپ بطور تمہید اولاً یہ سمجھ لیں کہ دین اسلام کے کل پانچ شعبے ہیں۔

(۱)عقائد(۲)عبادات(۳)معاملات(۴)معاشرت(۵)اخلاقیات۔

اب ان میں سے ہر ایک کا ذرا جائزہ لیجئے کہ ہر شعبہ میں کتنا اختلاف ہے؟ اور کتنا اتفاق ہے؟ اور جو اختلاف ہے اس کی کیا نوعیت ہے؟ اور اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور اس اختلاف سے مجموعی طور پر فائدہ ہوا ہے یا نقصان؟ چنانچہ عقائد کے شعبہ کا اگر آپ جائزہ لیں تو اس پورے شعبہ کو دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔یعنی عقائد کی دو قسمیں ہیں۔

ایک قسم عقائد کی وہ ہے کہ جس پر ایمان کا مدار ہے۔اور ان کو ماننا تمام مسلمانوں پر فرض ہے، اس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا مثلاً اللہ تعالیٰ ایک ہے تمام انبیاء کرام برحق ہیں، یوم آخرت برحق ہے۔فرشتوں کا وجود ہے۔جنت اور دوزخ برحق ہیں وغیرہ۔عقائد کی اس قسم میں کسی مسلمان کا کوئی اختلاف نہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ ایک ہے۔جنت اور دوزخ برحق ہیں۔اس میں امام احمد، امام شافعی امام مالک رحمہم اللہ یا اور کسی عالم وبزرگ کا بھلا کیا اختلاف ہوسکتا ہے؟ عقائد کی یہ قسم تمام علماء اور مسلمانوں کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

عقائد کی دوسری قسم وہ ہے جس پر مسلمان ہونے کا مدار نہیں یعنی مسلمان ہونے کیلئے ان کو ماننا ضروری نہیں، مثلاً قبر میں مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ توسل کا مسئلہ وغیرہ، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قبر میں مردے سنتے ہیں، تب بھی وہ مسلمان رہے گا، البتہ عقائد کی اس قسم میں صحیح بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے، یعنی شروع میں اگر عقائد کے اس شعبہ میں سے کوئی شخص کسی عقیدے کو نہ جانتا ہو تو اس کو جاننا ضروری نہیں۔اور اس نہ جاننے پر عند اللہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، لیکن اگر جاننا چاہے اور معلوم کرے تو صحیح معلوم کرنا ضروری ہے، تاہم اگر اس قسم کے عقائد میں کوئی غلط بات ذہن میں رکھے گا یا غلط تاویل کرے گا تو اگر چہ وہ گناہ گار ہوگا لیکن مسلمان ہونے سے وہ خارج نہیں ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ عقائد کے شعبہ میں ایک قسم تو بالکل متفق علیہ ہے، دوسری قسم میں بعض عقائد میں کچھ اختلاف ہے، واضح رہے کہ اس دوسری قسم میں بھی اختلاف کا سبب بعض اوقات تعبیر میں اختلاف ہوتا ہے اور بعض اوقات غلط فہمی کی بناء پر اختلاف پیدا ہوا، بعض اوقات کسی فریق کی بات مکمل نہ سمجھنے کی بناء پر اختلاف ہوا (اس کی کئی مثالیں ہیں) تاہم بالفرض اس دوسری قسم میں اگر حقیقی اختلاف بھی ہوتب بھی یہ اختلاف ایمان اور کفر کا اختلاف نہیں، گویا اس شعبہ کے اکثر حصہ میں اختلاف نہیں ہے۔

اب دین کے دوسرے شعبے ''عبادات'' کو لیجئے اس میں بھی اصولی طور پر بنیادی عبادات میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ مثلاً صبح کی دو رکعتیں فرض ہیں، ظہر کی چار رکعتیں فرض ہیں، مال ہونے پر حج اور زکوۃ فرض ہے، رمضان میں روزہ رکھنا فرض ہے، ان مسائل میں کسی امام کا کوئی اختلاف نہیں ہے، یہ اصولیات ہیں تمام ائمہ اور علماء وفقہاء کے درمیان متفق علیہا ہیں، البتہ ان کی بعض جزئیات وتفصیلات میں اختلاف ہے، مثلاً بعض حضرات کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد ''آمین'' اونچی آواز سے کہنا بہتر ہے اور بعض کے نزدیک پست آواز سے وغیرہ وغیرہ۔

واضح رہے کہ تمام جزئیات میں اختلاف نہیں بلکہ عبادات کی کم ہی جزئیات میں اختلاف ہے، پھر اہم بات یہ ہے کہ ان محدود جزئیات میں بھی کافی حصہ میں اختلاف افضل اور غیر افضل، اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے یعنی ایسا اختلاف بھی نہیں جس پر اس عبادت کی صحت اور عدم صحت کا مدار ہو، مثلاً رفع یدین کرنے والے کی نماز بھی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یقیناً درست ہو جاتی ہے، اور اگر رفع یدین نہ کرے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں بھی اس کی نماز درست ہو جائیگی، ''آمین بالجہر'' کا مسئلہ ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ''آمین بالجہر'' افضل ہے اور حنفیہ کے نزدیک سِرًّا افضل ہے جائز دونوں کے نزدیک دونوں صورتیں ہیں، یعنی اگر کوئی اونچی آواز سے آمین کہہ دے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اس کی نماز درست ہے اور اگر اونچی آواز سے نہ کہے تو بھی امام شافعی اور امام احمد رحمھم اللہ کے نزدیک اس کی نماز درست ہے۔ (درس ترمذی، ج/۱، ص ۵۱۴)

خلاصہ یہ کہ دین کے شعبہ نمبر ۲ عبادات کے اصول میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں اور جزئیات وتفصیلات میں بھی سب میں اختلاف نہیں (چنانچہ عبادات کے بے شمار جزوی مسائل متفق علیہا بھی ہیں) بعض جزئیات میں اختلاف ہے پھر اس میں بھی اکثر اختلاف افضلیت اور غیر افضلیت کا ہے جائز اور ناجائز ہونے کا نہیں۔ جب جائز اور ناجائز ہونے کا بھی نہیں تو اسلام اور کفر کا کیسے ہوگا؟

تیسرے شعبہ ''معاملات'' میں بھی تقریباً یہی حال ہے۔ اس شعبہ کے اصول میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔ مثلاً خرید وفروخت، نکاح، رشوت، سود، دھوکہ دہی وغیرہ ان کی بعض جزئیات میں اختلاف ہے تمام تفصیلات اور ہر ہر جزئی میں اختلاف نہیں بلکہ کچھ جزئیات میں ہے۔ اور اس میں بھی کچھ میں افضل وغیر افضل کا اختلاف ہے۔ اولیٰ وغیر اولیٰ اور بعض میں جائز وناجائز کا اختلاف ہے۔ گویا کہ اس شعبہ کا بھی اکثر حصہ متفقہ ہے۔

چوتھے شعبہ ''معاشرت'' میں بھی کسی امام کا کوئی اختلاف نہیں مثلاً والدین، رشتہ دار، شوہر، بیوی، پڑوسی وغیرہ کے حقوق ادا کرنا لازم ہے۔ان میں کسی امام یا بزرگ کا کیا اختلاف ہوسکتا ہے۔یہ تقریباً پورا شعبہ متفقہ ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

پانچویں شعبہ ''اخلاقیات'' مثلاً حسد، بغض، کینہ، عداوت وغیرہ سے اجتناب اور اچھے اخلاق اختیار کرنا، خوش طبعی سے ملنا، سختی کا نہ ہونا اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ عقائد، عبادات ومعاملات کے اکثر حصے اور معاشرت واخلاقیات کے تمام حصوں میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔اور جن شعبوں میں اختلاف ہے ان میں کافی حصہ میں صرف افضلیت اور غیر افضلیت کا اختلاف ہے، پھر اگر اس افضل وغیر افضل اور کہیں کہیں جائز وناجائز کے اختلاف کے اسباب پر غور کیا جائے تو اختلاف کے اسباب کا باب پورے کا پورا ایسا باب ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ شروع سے چلا آنے والا یہ اختلاف ناگزیر تھا، اس اختلاف کے کئی اسباب ہیں مثلاً کسی نبوی حکم کو ایک صحابی کا عام سمجھنا، دوسرے کا اسے کسی صورت کے ساتھ خاص سمجھنا، آپ ﷺ کے کسی فعل کو ایک صحابی کا بشری عادت سمجھنا، دوسرے کا اسے عبادت بلکہ حج وغیرہ کسی عبادت کا رکن سمجھنا، کسی نبوی فعل کو کسی صحابی کا دین کا اہم اور لازمی حصہ سمجھنا، دوسرے کے نزدیک اسے صرف بہتر اور افضل سمجھنا وغیرہ اس کے کئی اسباب ہیں جن کی بناء پر اختلاف پیدا ہوا۔

اس موضوع پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کی کتاب ''اختلاف الائمہ'' کا مطالعہ بہت مفید ہے جس میں ۳۵ سے زیادہ اسباب اختلاف بیان کئے گئے ہیں۔اور پھر واضح رہے کہ ان مسائل میں اختلاف کا ہونا عین حکمت ومصلحت ہے اس میں اتنے بے شمار دینی فوائد ہیں کہ ان کا انحصار کرنا مشکل ہے لیکن اس کیلئے پہلے یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اختلاف جن مسائل واعتقاد میں تکوینی طور پر ہوا، عموماً وہ مسائل اور عقائد ایسے نہیں کہ جن پر ایمان واسلام کا مدار ہو، جن عقائد اور مسائل پر ایمان کا مدار ہے ان کو بالکل واضح کر دیا گیا ان میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے یعنی جو امور جتنے زیادہ اہم اور ضروری تھے ان میں اختلاف پیدا نہیں ہونے دیا گیا مثلاً توحید خداوندی، فرشتوں، گزشتہ کتب اور رسولوں پر ایمان لانا سب کے نزدیک متفقہ ہیں اسی طرح رمضان میں روزہ، نمازوں کی متعین رکعتیں وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن پر ایمان کا مدار ہے ان میں اختلاف نہیں، آگے جن جزئیات اور تفصیلات میں اختلاف ہوا ان پر ایمان واسلام کا دارومدار نہیں جیسا کہ اس کی مثالیں اوپر گزری ہیں۔اور فقہا وعلماء اہل بصیرت نے ان جزئیات میں اختلاف کے فطری وضروری ہونے اور پسندیدہ ہونے کو کوئی مثالوں کے ذریعے واضح فرمایا ہے۔اختلاف اقوال سے کئی راہیں کھلیں اور مشکلات کا حل اللہ تعالیٰ نے اس اختلاف کے ذریعے پیدا فرمایا۔اس کی کئی مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں۔ان اختلاف اقوال سے امت کی بیشمار مشکلات کو حل ہوتا دیکھ کر علماء نے کہا إختلاف العلماء رحمة یعنی علماء کا اختلاف رحمت ہے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر باقاعدہ کتاب لکھی ہے اور اس کا نام "رحمت الامت" رکھا ہے۔ اس میں اس موضوع پر عمدہ تفصیلات ذکر فرمائی ہیں یہ کتاب اس موضوع پر اہم اور مفید ترین کتاب ہے مگر ان کیلئے جو عربی جانتے ہوں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اس موضوع پر اردو میں "اختلاف الامۃ" کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

عقائد اور فقہی مسائل وغیرہ میں اختلاف کی حدود، اسباب اور حکمتوں کی طرف اس تحریر میں اشارہ کیا گیا ہے۔ (کسی اگلی نشست میں اس کی تفصیل ذکر کرنے کی کوشش کی جائے گی) ہاں یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ دلائل کی بنیاد پر کسی مسئلہ میں فقہی رائے اور نظریہ کا ہونا الگ بات ہے اور وہ درست اور باعث رحمت ہے۔ لیکن اس کی بنیاد پر مخالف فریق سے لڑائی جھگڑا، زبانِ طعن دراز کرنا، فحش گوئی کرنا، جائز تو کیا ہوتا، سخت حرام ہے اس کا دین سے اور نبوت کے حقیقی مزاج سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر ائمہ وفقہاء جنہوں نے دلائل کی بنیاد پر اختلاف کر کے امت کیلئے مشکلات کا حل اور نئی راہیں کھولیں، ان میں آپس میں مودّت و محبت، دلی تعلق اور احترام کی جو کیفیت تھی اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

بعض لوگ اختلاف کے معنی آپس میں لڑائی، تفرقہ بازی اور فرقہ واریت سمجھتے ہیں، اسی بناء پر دینی مسائل میں اختلاف کو برا سمجھتے ہیں حالانکہ اختلاف بالکل اور چیز ہے اور یہ تفرقہ بازی بالکل الگ چیز ہے، پہلی چیز عین رحمت اور دوسری چیز عین نقصان وفساد ہے۔ نیز یہ شبہہ بھی درست نہیں کہ یہ تفرقہ بازی، دینی مسائل میں اختلاف کی بناء پر پیدا ہوئی یہ درست نہیں، کیونکہ اگر یہ تفرقہ بازی دینی مسائل میں اختلاف کی بناء پر پیدا ہوئی ہوتی تو پچھلے مبارک زمانے میں جب فقہاء نے باقاعدہ اپنی اپنی فقہ کو مرتب کیا اور اختلاف کے قابل مقامات میں اپنی باقاعدہ تحقیقات پیش کیں تو اس زمانہ میں سے زیادہ قتل وغارت ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ اس زمانے میں تو آپس میں قابل رشک محبت واحترام تھا، معلوم ہوا کہ اس زمانے میں یہ تفرقہ بازی، اور اس کی بناء پر کفر وارتداد کے غلط فتوے اپنے نفس کی پیداوار ہیں دینی مسائل میں اختلاف، اس کا ہرگز سبب نہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

(بشکریہ سہ ماہی مجلّہ "الصدق" محرم، صفر، ربیع الاول ۱۴۲۴ھ)

مجلہ "البحوث الإسلامیة" عربی

منظر عام پر

تشنگانِ علم وتحقیق اور عربی زبان کے ذوق رکھنے والوں کیلئے عظیم خوشخبری

المباحث کے قارئین کیلئے ایک اور گراں قدر علمی تحفہ عربی مجلّہ "البحوث الاسلامیہ" پیش خدمت ہے، جو یقیناً علمی ذوق رکھنے والوں کو اچھا خاصا مواد فراہم کرے گا۔

قارئین سے عمدہ مضامین کی فراہمی اور تعاون کی درخواست ہے۔

برائے رابطہ: دفتر جامعۃ المرکز الاسلامی بنوں پاکستان

فون نمبر: 310353(0928) ، فیکس: 310355

ای میل: almarkazulislami@maktoob.com